ثابت قدمی کو دیکھیئے پوری ناامیدی مرتے دم تک ظاہر نہ کی۔ تقریباً یہ آخری آرزو تھی اس کے بعد جلدی ۱۹۰۸ء میں توراہیٔ عدم ہوئے۔ یہ ہے داستان ایک پنجابی بوڑھے فرنگی نبی کے عشق کی جو ایک حد تک اس شعر کی مصدلق ہے ؎

تیرے عشق کا جس کو آزار ہوگا

سُنا ہے قیامت میں دیدار ہوگا

چیلنج

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ۸ ر اکتوبر ۱۸۹۲ء یعنے مرزا سلطان محمد کی الہامی موت کے آخری دن سے پہلے مرزا کی کسی کلام میں کوئی شرط دکھاؤ یا وہ دن گزرنے کے بعد مرتے دم دن تک مرزا کو مایوس ثابت کرو، ہرگز نہیں مرزا مرتے دم تک مایوس نہیں ہوا بلکہ آخر تک یہی تسلی دیتا رہا کہ اسے مہلت دی گئی ضرور مرے گا حتیٰ کہ ۱۹۰۸ء میں اتنی مایوسی دکھائی کہ شاید فتح ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ مرزائیو! غور کرو کچھ تو نبیٔ عربی کی حرمت کا پاس کرو کل میدانِ محشر میں کیا جواب دوگے۔ نبی کی غلامی کو چھوڑ کر کس کی غلامی کا پھندہ گلے میں ڈالا

✺✺✺✺✺

(یک روزہ) احرار ورکرز کنونشن مُلتان

۱۰ ر محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۴ ر اگست ۱۹۸۸ء

صبح ۹ ر بجے تا عشاء۔ مقام : دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

○ تمام احرار کارکنوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق مرکزی "تربیتی احرار ورکرز کنونشن" میں پابندی کے ساتھ شریک ہوں ○ ہر کارکن سرخ قمیص ہمراہ لائے اور پہن کر اجلاس میں شریک ہو ○ ہر مقامی جماعت اپنے مندوبین کی فہرست ۲۲ ر جولائی تک مرکز کو روانہ کر دے ○ کارکن زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں۔

سید عطاء المحسن بخاری

مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ایس ایس بخاری ملتان

ترے لئے ہے مرا شعلہ نوا قندیل

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے بھی دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ روم اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے، یونان اس کو شیطان کہتا ہے، کلیسا اس کو باغ انسانیت کا پھول تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے، لیکن اسلام کا نقطہ نظر ان سب سے جداگانہ ہے، وہاں عورت نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرہ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے جس انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے جہاں سسکتی اور دم توڑتی ہوئی انسانیت کو نئی زندگی ملی وہیں عورت کو وہ مقام بخشا گیا جس پر نسوانیت تا قیامت فخر کر سکتی ہے وہی عورت جسے اسلام سے قبل باعث ندامت سمجھا جاتا تھا جس کی پیدائش پر سوگ کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی، کسی کو بھی یہ گوارا نہیں تھا کہ کوئی دوسرا شخص اُس کا داماد کہلائے بیٹی کی عظمت سے بے بہرہ باپ اُسے زندہ درگور کر دیتا اور اُس کے دل میں جذبۂ رحم کی کوئی بھی لہر کروٹ نہ لیتی تو اُسی عورت کو آپؐ نے معاشرے کا باعزت اور قابلِ احترام فرد بنایا جنت اُسی عورت کے قدموں تلے بتائی جسے جانور سے بھی زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا اور پھر عورت ہر روپ میں قابلِ احترام ٹھہری اور یہی عورت جب اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتی خدا اور رسولؐ کے احکامات کو دل و جان سے قبول کرتی رب العالمین کے ہاں سربسجود ہوئی اور محبوب خدا کی محبت کا ہار اپنے گلے میں ڈالا تو پھر خدیجہؓ جیسے روپ میں نبیؐ کی ہمدرد و رفیق مونس و غم خوار ٹھہری پھر عورت عائشہؓ کے روپ میں مسند علم و فضل پر یوں جلوہ افروز ہوئی کہ بڑے بڑے جیّد صحابہ کرامؓ بھی استفادہ کے لیے حاضر خدمت ہوتے اور جب سمیہؓ کے روپ میں آئی تو اسلام کی پہلی شہید خاتون کہلائی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں جنت کی عورتوں کی سردار ٹھہری، اسماءؓ بنت ابی بکر صدیق بھی عورت ہی ہے، چاروں بیٹوں کی شہادت پر سجدہ شکر بجا لانے والی ام خنساءؓ بھی عورت ہی ہے۔ عورت ام عمارہؓ ہے جو غزوہ اُحد میں رسول اکرمؐ سے سامنے دشمنوں کے وار کو روکنے کے لئے سینہ سپر ہو جاتی ہیں۔ عورت فاطمہؓ بنت خطاب ہے۔ جن کی دعوت پر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔ اُم سلیمؓ کی ترغیب پر ابو طلحہ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔ عکرمہؓ اپنی بیوی اُم حکیمؓ

کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے۔ اور ام شریکؓ دوسیہ کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا۔ جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو سرانجام دیتی ہے اور پھر یہی عورت جب اُم الخیر کے روپ میں آتی ہے، تو اس کی گود میں شیخ القادر جیلانیؒ پلتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ، حسن بصریؒ، جنید بغدادیؒ، امام مالکؒ نے عورت ہی کی گودوں میں پرورش پائی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بڑے بڑے جری بہادر دلیر اسی عورت کی آغوش کے پروردہ ہیں۔ محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی، سلطان حیدر علی، محمود غزنوی نے عورت ہی کی کوکھ سے جنم لیا۔ گویا اسلام نے عورت کو اپنے کنار عاطفت میں لے کر وہ عظمت بخشی کہ دنیا کا کوئی بھی مذہب نہ دے سکا۔ ۔ ۔ ۔ کہنے والوں نے عورت کے بارے میں بہت کچھ کہا۔ ۔ ۔ افسانہ حیات کا عنوان، باغ امید کا سدا بہار پھول، گلدستہ حیات، مترنم غزل، بہار کا جھونکا، خوشی کا پیغام۔ ۔ ۔ ۔ سرمایہ سکون، مجسم شعریت، ہمہ تن حسن، پھول کی طرح نازک، کائنات کا رنگ اور معصومیت کا مرقع۔ ۔ ۔ لیکن آقائے دو جہاںؐ نے ایک ہی ایسی جامع بات فرمائی جس کی نظیر ناممکن ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دنیا ایک متاع ہے اور اس کی بہترین متاع صالحہ عورت ہے یعنی عورت کی سب سے بڑی خوبی اس کی نیکی ہے۔

اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ الْمَتَاعِ اِمْرَاءَةٌ صَالِحَةٌ

گویا۔ ۔ ۔ سیرت کی خوبی، حسنِ کردار، نیکی و تقویٰ صورت کی خوبی پر سبقت لے گئی اور کائنات کی بہترین متاع صرف عورت ہی نہیں بلکہ صالحہ عورت ٹھہری۔ ۔ ۔ عورت کی عظمتوں کا سفر اس وقت ختم ہوا اور اس کے تقدس کو گرہن اس وقت لگا جب اس نے خدا اور رسولؐ کے احکامات سے روگردانی کی اور خدا کی مقرر کردہ حدود و قیود کو توڑا جب وہ برابری کا نعرہ لگاکے مرد کے شانہ بشانہ آکھڑی ہوئی جب اس نے پردے کو ایک جنجال اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے ترک کیا۔ اور اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ باہر نکل آئی تو پھر کہیں رابعہ بصریہ پیدا نہ ہوئیں اور نہ اُم الخیر کی یاد دوبارہ تازہ ہوئی پھر وہ کسی بھی محمد بن قاسم، سلطان ٹیپو اور محمود غزنوی کو جنم نہ دے سکی اور یہ سب کچھ اسی وجہ سے ہوا کہ اس نے شریعت مصطفےٰ سے رُخ موڑا اس نے چار دیواری کو قید خانہ تصور کیا، اور خدا کے اس حکم کی خلاف ورزی کی جو قرآن کریم میں یوں ہے (اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور نہ زینت ظاہر کرو زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح) اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عورت کا اصل مقام اس کے گھر کی چار دیواری ہے عورت چراغ خانہ ہے۔ اور گھر میں اجالے اُسی کے دم سے ہیں۔ لیکن۔ ۔ ۔ یہی عورت جب چراغ خانہ سے شمع محفل بنتی ہے تو پھر وہ اندھیروں کی پیغامبر بن جاتی ہے وہ طوفان اور آندھی میں رکھی ہوئی اُس شمع کی مانند ہوتی ہے جس کی لو ہوا کے تیز جھونکوں سے تھرتھرانے لگتی ہے اُس

کے پاکیزہ وجود پر جب نامحرم نگاہیں پڑتی ہیں۔ جب ہوس بھری نظریں اُس کی طرف اٹھتی ہیں۔ تو پھر اس کا تقدس پامال ہو جاتا ہے اس کے چہرے پہ پھیلی حیاء کی لالی ماند پڑنے لگتی ہے اور چمنِ کائنات کا حسین پھول مرجھانے لگتا ہے ...... لیکن ۔ ۔ ۔ اس کے باوجود عورت آج بھی آزادی کا نعرہ لگا رہی ہے ۔ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں آنا چاہتی ہے ۔ اور اس کے لیے وہ پردہ کو رکاوٹ سمجھ رہی ہے ، لہٰذا برقع کی جگہ چادر نے لے لی اور پھر چادر کی جگہ دوپٹہ آ گیا۔ بعض جگہ تو دوپٹہ بھی ندارد! کون جانے اگلا قدم کیا ہوگا۔ اس سلسلہ میں اُم خلادؓ نامی صحابیہ کا ایک قول ہے جو تہذیب نو کے منہ پر طمانچہ ہے اور نسل نو کے لیے نشان منزل اُم خلادؓ کا بیٹا شہید ہوا تو وہ دربار رسالت میں باپردہ حاضر ہو کر بیٹے کے متعلق دریافت کرنے لگیں لختِ جگر کی اچانک جدائی کے صدمے سے نڈھال ہونے کے باوجود پردہ کے اہتمام پر بعض حاضرین مجلس کو تعجب ہوا تو کہنے لگیں (ان ارزء ابنی فلن ارزء حیائی) فرماتی ہیں میرا بیٹا ہی تو مارا گیا ہے ۔ حیاء و غیرت تو نہیں ماری گئی وہ بھی تو عورت ہی تھیں صنفِ نازک سے ہی تعلق تھا لیکن اس قدر ابتلاو مصیبت کے وقت بھی پردے کے اہتمام کو ملحوظ رکھا یہ تو صرف ایک مثال ہے تاریخ اسلامی اپنے اندر ایسی ہزاروں قابل تقلید مثالیں لیے ہوئے ہے کہ خواتین نے مذہبی اور علمی کارنامے سر انجام دیئے اور سیاست میں بھی حصہ لیا ۔ غزوہ خندق میں حضرت صفیہ نے جس بہادری سے یہودی کو قتل کیا ، غزوہ حنین میں اُمِّ سلیم کا خنجر لے کر نکلنا ایک مشہور بات ہے اسماء بنت یزید نے خیمے کی چوب سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا ۔ اس کے علاوہ اور بھی خدمات انجام دیں میدانِ جنگ سے زخمیوں کو اٹھا کر لے جانا پانی پلانا زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا تیر اٹھا کر دینا وغیرہ ، حضرت عائشہ اور دیگر صحابیات نے غزوہ اُحد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا اُم عطیہ نے سات غزوات میں صحابہؓ کے لئے کھانا پکایا تھا یہ سب خواتین تو تھیں لیکن پھر بھی پردہ کے اہتمام کو نہیں چھوڑا اور پھر اسلام تو عورت کو وہ حقوق دیتا ہے جو اس سے پہلے کبھی کسی مذہب نے نہیں دیئے لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ مرد اور عورت کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہنے کی تلقین کرتا ہے اعمال اور اجرو ثواب کے لحاظ سے مرد و زن یکساں ہی تو ہیں ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں (تم میں سے معزز وہی شخص ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے) اس میں مرد و زن بلا تفریق شریک ہیں ۔ اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری کا تحفظ فراہم کیا اور حیاء کو عورت کا زیور قرار دیا بچوں کی نگہداشت اور خانہ داری اپنی عصمت و عزت کی حفاظت شوہر کی اطاعت کو عورت کے فرائض میں شامل کیا ۔ اور کسب معاش کی ذمہ داری مرد کے کاندھوں پر رکھی بیوی سے حسنِ سلوک اور اس کے حقوق کی بطریق احسن ادائیگی کو مرد کی ذمہ داری میں شامل کیا ۔ اور پھر اس کے بعد بھی اگر دونوں اپنے اپنے فرائض سے تغافل برتتے ہیں اور ایک دوسرے کے